آٹھ رکعت نمازِ تراویح
ہی سنت ہے
ترتیب و تحقیق
غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری
www.ircpk.com
دار التخصص والتحقیق، جہلم، پاکستان
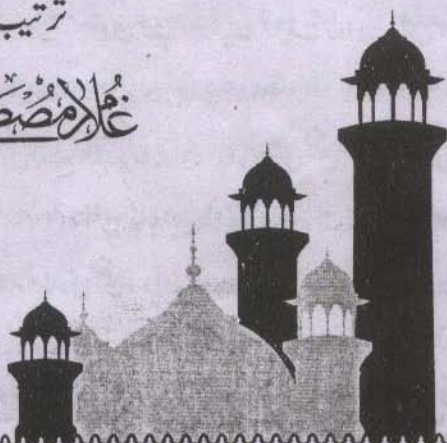
آٹھ رکعت نمازِ تراویح ہی سنت ہے، جیسا کہ دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث جناب انور شاہ کشمیری دیوبندی لکھتے ہیں: ''یہ تسلیم کیے بغیر کوئی چارہ نہیں کہ نبی کریم ﷺ کی نمازِ تراویح آٹھ رکعت تھی اور کسی ایک روایت سے بھی ثابت نہیں کہ آپ ﷺ نے رمضان میں تہجد اور تراویح الگ الگ پڑھی ہوں۔'' (العرف الشذی: ١/١٦٦)

جناب خلیل احمد سہارنپوری دیوبندی (م ١٣٤٦ھ) لکھتے ہیں: ''ابنِ ہمام (نے) آٹھ کو سنت اور زائد کو مستحب لکھا ہے، سو یہ قول قابل طعن کے نہیں۔'' (براھین قاطعه: ١٨)

مزید لکھتے ہیں: ''سنت مؤکدہ ہونا تراویح کا آٹھ رکعت تو باتفاق ہے، اگر خلاف ہے تو بارہ میں۔'' (براھین قاطعه: ١٩٥)

جناب اشرف علی تھانوی دیوبندی (١٢٨٠۔١٣٦٢ھ) کہتے ہیں: ''بیماروں کو تو کہہ دیتا ہوں کہ تراویح آٹھ پڑھو، مگر تندرستوں کو نہیں کہتا۔'' (الکلام الحسن: ٢/٨٩)

جناب عبدالشکور فاروقی لکھنوی دیوبندی (م ١٣٨١ھ) لکھتے ہیں:

''اگرچہ نبی کریم ﷺ سے آٹھ تراویح مسنون ہے اور ایک ضعیف روایت میں ابنِ عباس سے بیس رکعت بھی۔'' (علم الفقه از عبد الشکور دیوبندی: ١٩٨)

یہی بات امامِ احناف ابنِ ہمام حنفی (فتح القدیر: ١/٤٦٨)، امام عینی حنفی (عمدة القاری: ٤/١٧٧)، امام ابنِ نجیم حنفی (البحر الرائق: ٢/٦٦)، ابنِ عابدین شامی حنفی (رد المحتار: ١/٥٢١)، ابوالحسن شرنبلانی حنفی (مراقی الفلاح: ٢٢٤)، طحطاوی حنفی (حاشیة الطحطاوی علی الدر المختار: ١/٢٩٥) وغیرہم نے پیش کی ہے۔

حنفی و دیوبندی ''علماء وفقہاء'' کے آٹھ رکعت مسنون تراویح کے فیصلے کے بعد اب ہم انتہائی اختصار کے ساتھ آٹھ رکعت نمازِ تراویح کے سنت ہونے پر دلائل ذکر کرتے ہیں:

دلیل نمبر ①: ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن نے ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ رمضان المبارک میں رسول اللہ ﷺ کی رات کی نماز (تراویح)

کی کیا کیفیت ہوتی تھی؟ تو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ((ما كان رسول الله صلّى الله عليه وسلّم يزيد فى رمضان ولا فى غيره على إحدى عشرة ركعة))

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان ہوتا یا غیر رمضان، گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔'' (صحیح بخاری: ۱۵۴/۱، ح: ۱۱۴۷، ۲۶۹/۱، ح: ۲۰۱۳، صحیح مسلم: ۲۵۴/۱، ح: ۷۳۸)

جمہور علماء ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے آٹھ رکعت تراویح ثابت کرتے ہیں، جیسا کہ امام ابو العباس احمد بن عمر بن ابراہیم القرطبی (م ۶۵۶ھ) لکھتے ہیں:

ثمّ اختلف فى المختار من عدد القيام ..... وقال كثير من أهل العلم : إحدى عشرة ركعة ، أخذا بحديث عائشة المتقدّم . ''پھر قیام کے عددِ مختار میں اختلاف کیا گیا ہے، کثیر علمائے کرام نے کہا ہے کہ یہ گیارہ رکعت ہے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا والی اس حدیث سے دلیل لیتے ہوئے جو گزر چکی ہے۔'' (المفہم لما اشکل من تلخیص کتاب مسلم: ۳۸۹/۲-۳۹۰)

اس حدیث کی شرح میں جناب انور شاہ کشمیری دیوبندی لکھتے ہیں:

هذه الرّواية رواية الصّحيحين ، وفى الصّحاح صلاة تراويحه عليه السّلام ثمانى ركعات ، وفى السّنن الكبرىٰ وغيره بسند ضعيف من جانب أبى شيبة ، فإنّه ضعيف اتّفاقاً ، عشرون ركعة ، الآن إنّما هو سنّة خلفاء الرّاشدين ، ويكون مرفوعاً حكماً وإن لم نجد إسناده قويّاً .

''یہ صحیح بخاری و صحیح مسلم کی روایت ہے اور صحیح احادیث سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازِ تراویح آٹھ رکعت ثابت ہے اور سنن کبریٰ میں بیس رکعتوں والی روایت ضعیف سند کے ساتھ ابو شیبہ سے آئی ہے، جو کہ باتفاق ضعیف ہے اور بیس رکعتیں خلفائے راشدین کی سنت ہے اور مرفوع کے حکم میں ہے، اگرچہ اس کی (بھی) قوی سند ہمیں نہیں ملی۔'' (العرف الشذی: ۱۰۷/۱)

دیکھئے! شاہ صاحب کس طرح آٹھ رکعت تراویح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ثابت کر رہے ہیں اور ساتھ ہی حنفی مذہب کی کمزوری و معذوری پیش کر رہے ہیں کہ ہم

بیس رکعت تراویح نبی کریم ﷺ اور خلفائے راشدین سے قوی سند کے ساتھ نہیں پا سکے، آپ خود اندازہ فرمائیں کہ ایک مسئلہ جو قوی سند کے ساتھ ثابت بھی نہ ہو، پھر صحیح بخاری وصحیح مسلم کی متفق علیہ حدیث کے خلاف بھی ہو، اس کی کیا حیثیت باقی رہ جاتی ہے؟

ہم کہتے ہیں کہ خلفائے راشدین سے کسی وضعی (من گھڑت) روایت سے بھی بیس رکعت نمازِ تراویح پڑھنا ثابت نہیں ہے، لہٰذا بیس رکعت تراویح کو خلفائے راشدین کی سنت قرار دینا صریح غلطی ہے۔

جناب انورشاہ کاشمیری دیوبندی کے علاوہ متعدد حنفی فقہاء نے بھی اس حدیثِ عائشہ رضی اللہ عنہا کو آٹھ رکعت تراویح کی دلیل بنایا ہے اور تسلیم کیا ہے کہ نمازِ تراویح اور تہجد میں کوئی فرق نہیں ہے، یہ ایک ہی نماز کے دو مختلف نام ہیں۔ (دیکھیں فیض الباری: ۴۲۰/۲ وغیرہ)

دلیل نمبر ②: سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

صلّی بنا رسول اللہ صَلَّی اللہ علیہ وسلّم فی شہر رمضان ثمان رکعات وأوتر . ''اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں ماہِ رمضان میں آٹھ رکعت نمازِ تراویح اور وتر پڑھائے۔'' (مسند ابی یعلیٰ: ۳۲۶/۲، المعجم الصغیر للطبرانی: ۱۹۰/۱، فتح الباری: ۱۲/۳، وسندہٗ حسنٌ)

اس روایت کے راوی عیسیٰ بن جاریہ جمہور محدثین کے نزدیک ''موثق، حسن الحدیث'' ہیں۔ اس حدیث کو امام ابن خزیمہ (۱۰۷۰) اور امام ابن حبان (۲۴۰۹) رحمہما اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: **وإسنادہ وسط .** ''اس کی سند اچھی ہے۔''

(میزان الاعتدال: ۳۱۱/۳)

امام عینی حنفی (عمدۃ القاری: ۱۷۷/۷) اور دیگر فقہاء نے اس حدیث کو آٹھ رکعت نمازِ تراویح پر دلیل بنایا ہے۔

دلیل نمبر ③: سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی، اے اللہ کے رسول! آج رات مجھ سے ایک کام ہوا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، وہ کیا اے اُبی؟ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کی، میرے گھر کی عورتوں نے مجھے کہا، ہم قرآنِ کریم پڑھی ہوئی نہیں، اس لیے ہم آپ کے ساتھ نماز پڑھیں گی:

فصلّیت بهن ثمان رکعات ، ثمّ أوترت ، فکانت سنّة الرّضا ، ولم یقل شیئاً . ''میں نے انہیں آٹھ رکعت تراویح پڑھائیں، پھر وتر پڑھائے، اس بات پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رضامندی کا اظہار فرمایا اور کچھ نہیں کہا۔'' (مسند ابی یعلیٰ: ۳۶۲/۲، زوائد مسند الامام احمد: ۱۱۵/۵، المعجم الاوسط للطبرانی: ۱۴۱/۴، قیام اللیل للمروزی: ۲۱۷، وسندہٗ حسن)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (۲۵۵۰) نے ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ہیثمی نے اس کی سند کو ''حسن'' کہا ہے۔ (مجمع الزوائد: ۷۴/۲)

دلیل نمبر ④: صحابیٔ رسول سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

أمر عمر بن الخطّاب أبیّ بن کعب وتمیماً الدّاریّ أن یقوما للنّاس بإحدی عشرة رکعة . ''سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابی بن کعب اور سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہما کو حکم دیا تھا کہ وہ لوگوں کو گیارہ رکعت نمازِ تراویح (مع وتر) پڑھایا کریں۔'' (المؤطا للامام مالک: ۱۳۸، شرح معانی الآثار للطحاوی: ۲۹۳/۱، السنن الکبریٰ للبیهقی: ۴۹۶/۲، مشکاة المصابیح: ۴۰۷/۱، وسندہٗ صحیح)

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا یہ حکم صحیح بخاری و صحیح مسلم والی حدیثِ عائشہ رضی اللہ عنہا کے موافق ہے، سیدنا امیر المؤمنین، شہیدِ محراب کا حکم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کے عین مطابق ہے، اس حدیث سے ثابت ہوا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں آٹھ رکعت تراویح پڑھانے کا حکم دیا تھا اور اس سے بیس رکعت تراویح کے قائلین و عاملین کا رد ہوتا ہے اور ان کا بیس رکعتوں کے سنتِ مؤکدہ ہونے کا مفروضہ باطل ٹھہرتا ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم بیس رکعت نمازِ تراویح اس لیے پڑھتے ہیں کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیس پڑھی تھیں، یہ بات سیدنا عمر رضی اللہ عنہ پر بہتان اور سراسر جھوٹ ہے، کسی وضعی (من گھڑت) روایت سے بھی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے بیس رکعت تراویح پڑھنا ثابت نہیں ہے۔

ثابت ہوا کہ عہدِ فاروقی میں آٹھ رکعت تراویح پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا اجماع تھا۔

دلیل نمبر ⑤ :

سیدنا سائب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إنّ عمر جمع النّاس على أبیّ وتمیم ، فکانا یصلّیان إحدی عشرة رکعة .

''سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو سیدنا ابی بن کعب اور سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہما پر جمع کر دیا، وہ دونوں گیارہ رکعت نمازِ تراویح پڑھاتے تھے۔'' (مصنف ابن ابی شیبة : ۲/۳۹۷-۳۹۲، تاریخ المدینة للامام عمر بن شبه : ۲/۷۱۳، وسندہٗ صحیح)

دلیل نمبر ⑥ :

سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

کنّا نقوم فی زمان عمر بن الخطّاب باحدی عشرة رکعة ....

''ہم (صحابہ) سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں گیارہ رکعت (نمازِ تراویح) پڑھتے تھے۔'' (سنن سعید بن منصور بحواله الحاوی للفتاوی للسیوطی : ۱/۳۴۹، حاشیة آثار السنن للنیموی : ۲۵۰، وسندہٗ صحیح)

علامہ سبکی لکھتے ہیں: **إسنادہٗ فی غایة الصّحة .** ''اس کی سند انتہا درجے کی صحیح ہے۔'' (شرح المنهاج بحواله الحاوی للفتاوی : ۱/۳۵۰)

مذکورہ بالا دلائل سے ثابت ہوا کہ آٹھ رکعت نمازِ تراویح رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابی بن کعب و سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہما کو وتر سمیت گیارہ رکعت نمازِ تراویح پڑھانے کا حکم دیا اور انہوں نے آپ کے حکم کی تعمیل و تکمیل میں گیارہ رکعت نمازِ تراویح پڑھائی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے پڑھی۔

دعا ہے کہ اللہ رب العزت ہمیں بھی سنت پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

بیس رکعت تراویح کے دلائل کا جائزہ

اب ہم ان لوگوں کے دلائل کا علمی و تحقیقی، مختصر، مگر جامع جائزہ پیش کرتے ہیں جو بیس رکعت نمازِ تراویح کو ''سنتِ مؤکدہ'' کہتے ہیں۔

دلیل نمبر ①: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک میں بیس رکعتیں اور وتر پڑھا کرتے تھے۔(مصنف ابن ابی شیبة : ۲/۲۹٤، السنن الکبری للبیهقی : ۲/٤۹٦، المعجم الکبیر للطبرانی : ۱۱/۳۹۳، وغیرھم)

تبصرہ: یہ جھوٹی روایت ہے، اس کی سند میں ابو شیبہ ابراہیم بن عثمان راوی ''متروک الحدیث'' اور ''کذاب'' ہے، جمہور نے اس کی ''تضعیف'' کر رکھی ہے۔

امام زیلعی حنفی لکھتے ہیں: **وهو معلول بأبی شيبة إبراهيم بن عثمان ، جدّ الإمام أبی بكر بن أبی شيبة ، وهو متّفق علیٰ ضعفه ، وليّنه ابن عدیّ فی الكامل ، ثمّ إنّه مخالف للحديث الصّحيح عن أبی سلمة بن عبد الرّحمٰن أنّه سأل عائشة : كيف كانت صلاة رسول الله صلّی الله عليه وسلّم فی رمضان ؟ قالت : ما كان يزيد فی رمضان ولا فی غيره علیٰ إحدیٰ عشرة ركعة ..**

''یہ روایت ابو شیبہ ابراہیم بن عثمان راوی کی وجہ سے معلول (ضعیف) ہے، جو کہ امام ابوبکر بن ابی شیبہ کے دادا ہیں، ان کے ضعیف ہونے پر اتفاق ہے، امام ابن عدی نے بھی الکامل میں ان کو کمزور قرار دیا ہے، پھر یہ اس صحیح حدیث کے مخالف بھی ہے، جس میں ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رمضان میں نماز کے بارے میں سوال کیا تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان یا غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔۔۔''(نصب الرایة للزیلعی : ۲/۱۵۳)

(ا) جناب انور شاہ کشمیری دیوبندی لکھتے ہیں: **أمّا النبیّ صلّی الله عليه وسلّم ، فصحّ عنه ثمان ركعات ، وأمّا عشرون ركعة فهو عنه عليه**

السّلام بسند ضعيف وعلى ضعفه اتّفاق . ''آٹھ رکعات نمازِ تراویح رسول اللہ ﷺ سے صحیح ثابت ہیں اور جو بیس رکعت کی روایت ہے ، وہ ضعیف ہے اور اس کے ضعیف ہونے پر اتفاق ہے۔'' (العرف الشذی : ١/١٦٦)

بالاتفاق ''ضعیف'' راوی کی روایت وہی پیش کرسکتا ہے جو خود اس کی طرح بالاتفاق ''ضعیف'' ہو۔

(ب) جناب عبدالشکور فاروقی دیوبندی نے بھی اس کو ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔ (علم الفقه : ص ١٩٨)

(ج) ابنِ عابدین شامی حنفی (م۱۲۵۲ھ) لکھتے ہیں : فضعيف بأبي شيبة ، متّفق على ضعفه مع مخالفة للصّحيح . ''یہ حدیث ضعیف ہے ، کیونکہ اس میں راوی ابوشیبہ (ابراہیم بن عثمان) بالاتفاق ضعیف ہے ، ساتھ ساتھ یہ حدیث (صحیح بخاری وصحیح مسلم کی) صحیح (حدیثِ عائشہ رضی اللہ عنہا) کے بھی خلاف ہے۔'' (منحة الخالق : ٢/٦٦)

یہی بات امام ابنِ ہمام حنفی (فتح القدير : ١/٤٦٧) اور امام عینی حنفی (عمدة القاری : ١١/١٢٨) نے بھی کہی ہے۔

علامہ سیوطی (۸۴۹-۹۱۱ھ) لکھتے ہیں : هذا الحديث ضعيف جدّا ، لا تقوم به حجّة . ''یہ حدیث سخت ترین ضعیف ہے ، اس سے حجت و دلیل قائم نہیں ہوسکتی۔'' (المصابيح فی صلاة التراويح : ١٧)

تنبیہ : امامِ بریلویت احمد یار خان گجراتی (۱۳۲۴-۱۳۹۱ھ) اپنی کتاب ''جاء الحق (٢/٢٤٣)'' میں ''نمازِ جنازہ میں الحمد شریف تلاوت نہ کرو'' کی بحث میں امام ترمذی رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں : ''ابراہیم بن عثمان ابوشیبہ منکرِ حدیث ہے۔''

لیکن اپنی اسی کتاب (١/٤٤٧) کے ضمیمہ میں مندرج رسالہ لمعات المصابيح على ركعات التراويح میں اس کی حدیث کو بطورِ حجت پیش کرتے ہیں ، دراصل انصاف کو ان

سے شکایت ہے کہ وہ اس کا ساتھ نہیں دیتے ، ایسے بددیانت اور جاہل ، بلکہ اجہل لوگوں سے خیر کی کیا توقع رکھی جا سکتی ہے جو اس طرح کی واہی تباہی مچاتے ہیں؟

قارئین کرام ! بعض الناس کی یہ کل کائنات تھی جس کا حشر آپ نے دیکھ لیا ہے، نہ معلوم اس کے باوجود ان لوگوں کو بیس رکعات نمازِ تراویح کو ''سنتِ مؤکدہ'' کہتے ہوئے شرم کیوں نہیں آتی ؟

دلیل نمبر ② : سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رمضان المبارک میں ایک رات نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام باہر تشریف لائے اور صحابہ کرام کو چوبیس رکعتیں پڑھائیں اور تین رکعات وتر پڑھے۔

(تاریخ جرجان لابی قاسم حمزة بن یوسف السهمی المتوفی ۷۲۷ من الهجریة : ص ۲۷۵)

تبصرہ : یہ روایت جھوٹ کا پلندا ہے، اس میں دو راوی عمر بن ہارون البلخی اور محمد بن حمید الرازی ''متروک وکذاب'' ہیں، نیز ایک غیر معروف راوی بھی ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ بیس تراویح کے سنتِ مؤکدہ ہونے کا راگ الاپنے والے اس چوبیس والی حدیث کو کس منہ سے پیش کرتے ہیں؟

دلیل نمبر ③ : سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے انہیں حکم دیا کہ وہ رمضان میں رات کو لوگوں کو نماز پڑھایا کریں ، آپ نے فرمایا، لوگ دن میں روزہ رکھتے ہیں، لیکن اچھی طرح قراءت نہیں کر سکتے ، اگر تم رات کو ان پر قرآن پڑھا کرو تو اچھا ہو، سیدنا ابی بن کعب نے عرض کی، اے امیر المؤمنین ! پہلے ایسا نہیں ہوا تو آپ نے فرمایا، مجھے بھی معلوم ہے، تاہم یہ ایک اچھی چیز ہے، چنانچہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو بیس رکعات پڑھائیں۔(کنز العمال : ۴۰۹/۸)

تبصرہ : ''کنز العمال'' میں اس کی سند مذکور نہیں ، دین سند کا نام ہے، بے سند روایات وہی پیش کرتے ہیں، جن کی اپنی کوئی ''سند'' نہ ہو۔

دلیل نمبر ④ : عن الحسن أنّ عمر بن الخطّاب رضی الله عنه جمع النّاس علی أبیّ بن کعب ، فکان یصلّی لهم عشرین رکعة .

''حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ پر اکٹھا کیا، وہ انہیں بیس رکعات پڑھاتے تھے۔''

(سنن ابی داوٗد ، سیر اعلام النبلاء : ۴۰۰/۱۰، جامع المسانید والسنن للحافظ ابن کثیر : ۵۵/۱)

تبصرہ : ① عشرین رکعة کے الفاظ دیوبندی تحریف ہے ، محمود الحسن دیوبندی (۱۲۶۸۔۱۳۳۹ھ) نے یہ تحریف کی ہے ، عشرین لیلة ''بیس راتیں'' کی بجائے عشرین رکعة ''بیس رکعتیں'' کر دیا ہے۔

جبکہ سنن ابی داوٗد کے کسی نسخہ میں عشرین رکعة نہیں ہے ، تمام نسخوں میں عشرین لیلة ہی ہے ، حال ہی میں محمد عوامہ کی تحقیق سے جو سنن ابی داوٗد کا نسخہ چھپا ہے ، جس میں سات آٹھ نسخوں کو سامنے رکھا گیا ہے ، اس میں بھی عشرین لیلة ہی ہے ، محمد عوامہ لکھتے ہیں : من الأصول کلّها . ''سارے کے سارے بنیادی نسخوں میں یہی الفاظ ہیں۔''(سنن ابی داوٗد بتحقیق محمد عوامه : ۲۵۶/۲)

عشرین رکعة کے الفاظ محرف ہونے پر ایک زبردست دلیل یہ بھی ہے کہ امام بیہقی رحمہ اللہ (السنن الکبریٰ : ۴۹۸/۲) نے یہی روایت امام ابو داوٗد رحمہ اللہ کی سند سے ذکر کی ہے اور اس میں عشرین لیلةً (بیس رات) کے الفاظ ہیں۔

یہی الفاظ حنفی فقہاء اپنی اپنی کتابوں میں ذکر کرتے رہے ہیں۔

رہا مسئلہ ''سیر اعلام النبلاء'' اور ''جامع المسانید والسنن'' میں عشرین رکعة کے الفاظ کا پایا جانا تو یہ ناسخین کی غلطی ہے ، کیونکہ سنن ابی داوٗد کے کسی نسخے میں یہ الفاظ نہیں ہیں ، یہاں تک کہ امام عینی حنفی (م۸۵۵ھ) نے شرح أبی داوٗد (۳۴۳/۵) میں عشرین لیلة کے الفاظ ذکر کیے ہیں ، نسخوں کا اختلاف ذکر نہیں کیا ، اگر رکعة کے

الفاظ کسی نسخے میں ہوتے تو امام عینی حنفی ضرور بالضرور نقل کرتے ، اسی لیے غالی حنفی نیموی (م۱۳۲۲ھ) نے بھی اس کو بیس رکعت تراویح کی دلیلوں میں ذکر نہیں کیا۔

② اگر مقلدین کی بات کو صحیح تسلیم کر بھی لیا جائے تو پھر بھی یہ روایت ان کی دلیل نہیں بن سکتی ، جیسا کہ خلیل احمد سہارنپوری دیوبندی صاحب (۱۲۶۹۔۱۳۴۶ھ) لکھتے ہیں کہ ایک عبارت بعض نسخوں میں ہو اور بعض میں نہ ہو تو وہ مشکوک ہوتی ہے۔

(بذل المجهود : ٤/٤٧١، بيروت)

لہٰذا اس دیوبندی اصول سے بھی یہ روایت مشکوک ہوئی۔

تنبیہ: امامِ بریلویت احمد یار خان نعیمی گجراتی (۱۳۲۴۔۱۳۹۱ھ) نے **عشرين ليلة** کے الفاظ ذکر کیے ہیں۔(''جاء الحق'' : ٢/٩٥، بحث ''قنوتِ نازله پڑهنا منع هے'')

جناب سرفراز خان صفدر دیوبندی ایک دوسری روایت کے بارے میں لکھتے ہیں:

''جب عام اور متداول نسخوں میں یہ عبارت نہیں تو شاذ اور غیر مطبوعہ نسخوں کا کیا اعتبار ہو سکتا ہے؟'' (خزائن السنن : ٢/٩٧)

مقلدین کے اصول کے مطابق اس روایت کا کوئی اعتبار نہیں۔

③ امام زیلعی حنفی (م۷۶۲ھ) اور امام عینی حنفی لکھتے ہیں: **لم يدرك عمر ابن الخطّاب.** ''اس روایت کے راوی امام حسن بصری رحمہ اللہ نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا۔'' (نصب الراية : ٢/١٢٦، شرح ابی داوٗد از عینی حنفی : ٥/٣٤٣)

لہٰذا یہ روایت ''منقطع'' ہوئی ، کیا شریعت ''منقطع'' روایات کا نام ہے؟

④ امام عینی حنفی نے اس کو ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

(شرح سنن ابی داوٗد از عینی حنفی : ٥/٣٤٣)

⑤ اس روایت کو حافظ نووی رحمہ اللہ نے بھی ''ضعیف'' کہا ہے۔

(خلاصة الاحكام للنووی : ١/٥٦٥)

⑥ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا گیارہ رکعت تراویح بمع وتر کا حکم دینا ثابت ہے۔(موطا امام مالك : ١٣٨، السنن الكبرٰى للبيهقى : ٤٩٦/٢، شرح معانى الآثار للطحاوى : ٢٩٣/١، معرفة السنن والآثار للبيهقى : ٤٢/٤، فضائل الاوقات للبيهقى : ٢٧٤، قيام الليل للمروزى : ٢٢٠، مشكاة المصابيح : ٤٠٧/١، وسندهٗ صحيح)

امام طحاوی حنفی (۲۳۹ـ۳۲۱ھ) نے اس حدیث سے حجت پکڑی ہے

دلیل نمبر ④ : یزید بن رومان کہتے ہیں کہ لوگ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں رمضان میں تئیس رکعات پڑھا کرتے تھے۔ (الموطا للامام مالك : ٩٨/١، السنن الكبرٰى للبيهقى : ٤٩٤/٢)

تبصرہ : یہ روایت ''انقطاع'' کی وجہ سے ''ضعیف'' ہے، کیونکہ راوی یزید بن رومان نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا زمانہ ہی نہیں پایا، امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

یزید بن رومان لم یدرک عمر بن الخطّاب ۔ ''یزید بن رومان نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا۔'' (نصب الراية للزيلعى : ١٦٣/٢)

لہٰذا یہ روایت ''منقطع'' ہوئی ،جبکہ موَطا امام مالک میں اس ''منقطع'' روایت سے متصل پہلے ہی ''صحیح و متصل'' سند کے ساتھ ثابت ہے کہ امیر المؤمنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے گیارہ رکعت کا حکم دیا تھا۔

جناب انور شاہ کشمیری دیوبندی لکھتے ہیں : ترجيح المتّصل على المنقطع .
''ضابطہ یہ ہے کہ متصل کو منقطع پر ترجیح حاصل ہوتی ہے۔'' (العرف الشذى : ١١)

ہم کہتے ہیں کہ یہاں بے ضابطگیاں کیوں ؟ جناب اشرف علی تھانوی دیوبندی اس روایت کے بارے میں لکھتے ہیں : ''روایتِ موَطا مالک منقطع ہے۔''

(اشرف الجواب : ۱۷۲)

صحیح احادیث کے مقابلے میں ''منقطع'' روایت سے حجت پکڑنا انصاف کا خون کرنے

کے مترادف ہے۔

دلیل نمبر ⑤ : یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعات پڑھائے۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ : ۲/۳۹۳)

تبصرہ : یہ روایت "منقطع" ہونے کی بنا پر "ضعیف" ہے، نیموی حنفی لکھتے ہیں:

یحیی بن سعید لم یدرک عمر . "یحییٰ بن سعید الانصاری نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا۔" (التعلیق الحسن از نیموی حنفی : ۲۵۳)

دلیل نمبر ⑥ : عبدالعزیز بن رُفَیع بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ رمضان میں لوگوں کو مدینہ میں بیس رکعات پڑھاتے تھے اور وتر تین رکعات۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ : ۲/۳۹۳)

تبصرہ : یہ روایت بھی "انقطاع" کی وجہ سے "ضعیف" ہے، نیموی حنفی لکھتے ہیں:

عبد العزیز بن رفیع لم یدرک أبیّ بن کعب . "عبدالعزیز بن رفیع نے سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو نہیں پایا۔" (التعلیق الحسن : ۲۵۳)

دلیل نمبر ⑦ : سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں رمضان میں بیس رکعتیں پڑھتے تھے۔ (مسند علی بن الجعد : ۲۸۲۵، السنن الکبریٰ للبیھقی : ۲/۴۹٦، وسندہٗ صحیح)

تبصرہ : یہ بیس رکعتیں پڑھنے والے لوگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے علاوہ اور لوگ تھے، کیونکہ صحابیٔ رسول سیدنا سائب بن یزید خود فرماتے ہیں: کنّا (أی الصّحابۃ) نقوم فی عھد عمر بن الخطّاب باحدیٰ عشرۃ رکعۃ ... "ہم (صحابہ) سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور میں گیارہ رکعات (نمازِ تراویح بمع وتر) پڑھتے تھے۔" (حاشیۃ آثار السنن : ۲۵۰، وسندہٗ صحیح)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے علاوہ دوسرے لوگوں کا عمل حجت نہیں ، یہ کہاں ہے کہ یہ نامعلوم لوگ بیس کو سنتِ مؤکدہ سمجھ کر پڑھتے تھے ، اگر کوئی آٹھ کو سنتِ رسول ﷺ اور بارہ کو زائد نفل سمجھ کر پڑھے تو صحیح ہے ، یہ لوگ بھی ایسا ہی کرتے ہوں گے ۔

جناب خلیل احمد سہارنپوری دیوبندی (م ۱۳۴۶ھ) لکھتے ہیں: ''ابنِ ہمام (نے) آٹھ رکعات کو سنت اور زائد کو مستحب لکھا ہے ، سو یہ قول قابل طعن کے نہیں ۔''

(براھین قاطعه : ۱۸)

مزید لکھتے ہیں: ''سنتِ مؤکدہ ہونا تراویح کا آٹھ رکعت تو باتفاق ہے ، اگر خلاف ہے تو بارہ میں ۔'' (براھین قاطعه : ۱۹۵)

دلیل نمبر ⑧ : سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں بیس رکعات تراویح اور وتر پڑھا کرتے تھے ۔ (معرفة السنن والآثار للبیهقی : ۴۲/۴)

تبصرہ : یہ روایت ''شاذ'' ہے ، امام مالک ، امام یحییٰ بن سعید القطان اور امام الدراوردی وغیرہم رحمہم اللہ کے مخالف ہونے کی وجہ سے اس میں ''شذوذ'' ہے ، اگرچہ خالد بن مخلد ''ثقہ'' راوی ہے ، لیکن کبار ثقات کی مخالفت کرنے کی وجہ سے اس کی روایت قبول نہ ہوگی ، اسی روایت میں کبار ثقات گیارہ رکعات بیان کر رہے ہیں ۔

دلیل نمبر ⑨ : ابو عبدالرحمٰن سلمی کہتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے رمضان میں قراء کو بلایا اور ان کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعات تراویح پڑھائیں ، سیدنا علی رضی اللہ عنہ انہیں وتر پڑھاتے تھے ۔ (السنن الکبریٰ للبیهقی : ۴۹۶/۲)

تبصرہ : (ا) یہ روایت ''ضعیف'' ہے ، اس کی سند میں حماد بن شعیب راوی ''ضعیف'' ہے ، اس کو امام یحییٰ بن معین ، امام ابو زرعہ ، امام نسائی اور حافظ ذہبی رحمہم اللہ نے ''ضعیف'' کہا ہے ۔

(ب) دوسری وجۂ ضعف یہ ہے کہ عطاء بن السائب ''مختلط'' راوی ہے ، حماد بن

شعیب ان لوگوں میں سے نہیں، جنہوں نے اس سے قبل الاختلاط سنا ہے۔

دلیل نمبر ⑩ : ابو الحسناء سے روایت ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو پانچ ترویحے، یعنی بیس رکعات تراویح پڑھایا کرے۔

(مصنف ابن ابی شیبة : ۲/۳۹۳)

تبصرہ : اس روایت کی سند ''ضعیف'' ہے، اس کی سند میں ابوالحسناء راوی ''مجہول'' ہے۔حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: **لا یُعرف** ۔ ''یہ غیر معروف راوی ہے۔''(میزان الاعتدال للذهبی : ٤/٥١٥)

اللہ تعالیٰ نے ہمیں غیر معروف راویوں کی روایات کا مکلّف نہیں ٹھہرایا۔

دلیل نمبر ⑪ : اعمش کہتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیس رکعات تراویح پڑھا کرتے تھے۔''(مختصر قیام اللیل للمروزی : ۱۵۷)

تبصرہ : اس کی سند ''ضعیف'' ہے، عمدۃ القاری (۱۲۷/۱۱) میں یہ حفص بن غیاث عن الأعمش کے طریق سے ہے، جبکہ حفص بن غیاث اور اعمش دونوں زبردست ''مدلس'' ہیں اور ''عن'' سے بیان کر رہے ہیں، لہٰذا سند ''ضعیف'' ہے۔

باقی امام عطاء، امام ابن ابی ملیکہ، امام سوید بن غفلہ وغیرہم کا بیس رکعت پڑھنا بعض الناس کو مفید نہیں، وہ یہ بتائیں کہ وہ امام ابوحنیفہ کے مقلد ہیں یا امام عطاء ابن ابی رباح وغیرہ کے؟ اور اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ وہ بیس رکعت کو سنتِ مؤکدہ سمجھ کر پڑھتے تھے۔آلِ تقلید پر لازم ہے کہ وہ باسندِ صحیح اپنے امام ابوحنیفہ سے بیس رکعت تراویح کا جواز یا سنتِ مؤکدہ ہونا ثابت کریں، ورنہ مانیں کہ وہ اندھی تقلید میں سرگرداں ہیں۔

الحاصل : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی صحابی سے بیس رکعت نمازِ تراویح پڑھنا قطعاً ثابت نہیں ہے، سنت صرف آٹھ رکعات ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ رب العزت ہمیں حق کی سمجھ عطا فرمائے۔ آمین!

Monthly **AL-SUNNAH** Jhelum

ھمارا عزم

☆ سلف صالحین کے منہج کے مطابق قرآن وسنت کا فہم

☆ سلف صالحین کے طریق پر عقیدۂ توحید کا احیاء

☆ بدعات وخرافات کا علمی اور تحقیقی رد

☆ اصولِ محدثین کے مطابق دفاعِ حدیث

☆ روزمرہ زندگی میں پیش آمدہ مسائل کا قرآن وحدیث کی روشنی میں حل

☆ سلفی المنہج، غیور اور فکری اہل حدیث افراد کی تیاری

☆ اہل القرآن والسنہ والاجماع سے خیر خواہی

جیسا کہ امامِ اوزاعی رحمہ اللہ (۱۵۷ھ) فرماتے ہیں:

اِصْبِرْ نَفْسَكَ عَلَى السُّنَّةِ ، وَقِفْ حَيْثُ وَقَفَ الْقَوْمُ ، وَقُلْ بِمَا قَالُوْا ، وَكُفَّ عَمَّا كَفُّوْا عَنْهُ ، وَاسْلُكْ سَبِيْلَ سَلَفِكَ الصَّالِحِ ، فَإِنَّهُ يَسَعُكَ مَا وَسِعَهُمْ

''سنت پر ڈٹ جا، وہیں ٹھہر، جہاں (سلف) لوگ ٹھہرے ہیں، وہی کہہ جو انہوں نے کہا، جس قول وفعل سے وہ رکے ہیں، اس سے تو بھی رک جا اور اپنے سلف صالحین کی راہ پر چلتا رہ، وہی چیز (قرآن وسنت) تجھے کافی ہو جائے گی، جو ان کو کافی ہوئی تھی۔''

(حلیۃ الأولیاء لأبی نعیم الأصبہانی : ۱۴۳/۶ وسندہٗ صحیح)

قارئین کرام! ماہنامہ **السنۃ** آپ کا اپنا رسالہ ہے، خود پڑھیں، دوسروں کو پڑھنے کی دعوت دیں، ہمیں آپ کی قیمتی آراء کا انتظار رہے گا، اپنے گراں قدر مشوروں سے نواز کر شکریہ کا موقع دیں

انٹرنیٹ پر **السنۃ** پڑھنے کے لئے
WWW. AL-SUNNAH.IRCPK.COM